بحسن توفیق خدای جهان در زمان میمنت اقتران
دیوان عاشق
در مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور رونق گزین طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنما رخ پر نور بت شوخ و خود آرا
در عشق ہمہ گرم عنانند بہ بینید
آمد غم او بہر تسلی دل نادان
ہرگز نبود خواہش دنیا بدل من
یک نور بود در من و تو جلوہ گرا یدل
دارم چہ تمنا دگر و خواہش دیگر

تا در رخ تو صاف بہ بینیم خدا را
خورشید و مہ آب و ہوا ارض و سما را
برخیز ز جا از پئے تعظیم مدارا
خواہم ز خدا ہر دم و ہر لحظہ خدا را
از چشم حقیقت بنگر با و شمارا
در من چو بود جلوہ نما یار دلارا

ہرگز نگذار عشق بتان ہاں مگر عاشق
از عشق بتان مشق بکن عشق خدا را

مزار عاشقاں محتاج کب ہی شمع روشن کا
کہ ہی سر و چراغاں سینہ پر داغ مدفن کا

ابتو بولا کرو عاشق سے کہ اوسنے پیارے
تیرے ہجران کی قسم وصل کا ارمان چھوڑا

کل وہ ماہ چاردہ شب کو میری گھر رہگیا
آتے آتے گھر مری کل شب جو دلبر رہگیا
ننگی زخم جگر پر کیون نہ قربان ہو یہ دل
دیکھہ اب خورشید تابان کو تو اپنی ہفلک
تھا مگر عالم امید و بیم کا مقتل مین آج
منزل مقصود الفت تک نہ پہونچا نالہ آہ
ہای کیون تڑپا مین ہو اس سخت جانیکا برا
عمر بھر احسان اوٹھایا تھا کیسکا بھی نہین

کیا رقیب اکرو یہہ حیران و ششدر رہگیا
شوق کے بدلے یہان ارمان ہی لپٹ رہگیا
تیر تو نکلا کشاکش سے مگر پر رہگیا
شرم سے اوس مہ کے گھٹ کر مثل اختر رہگیا
یہہ دل مضطر تو تڑپا اور تڑپ کر رہگیا
قافلہ دل کا کہان پہونچے جو رہبر رہگیا
اس تڑپ مین ٹوٹکر قاتل کا خنجر رہگیا
موت کا پر بعد مرگ احسان ہمپر رہگیا

برق کے چمکے سے کیا بارش نہین ہوتی ہی پھر
اشک عاشق اوسکے ہنسنے سے جو تھمکر رہگیا

مہربان ہے جو خداوند اپنا
کار فرما ہے محبت مجھپر
جان و دین لیکی رہا وہ بدظن
کون سے قول کو اوسکی مانون
کچھہ نکلی اوسے مری دلداری
ملک وحشت مین مجھے ای عاشق

کام رہنے کا نہین بند اپنا
کام کرنے کی نہین پند اپنا
امتحان دیتے ہے تا چند اپنا
نہوا دیکھے وہ سوگند اپنا
دل دیا عشق مین ہر چند اپنا
قیس سمجھے ہے خداوند اپنا

صبح حسن گل کو برنگ رخ خندان دیکھا
شام کو زلف سمن بوسکو پریشان دیکھا

جب نہ وہ پردیسی غارتگر ایمان نکلا
مہر سبز شیفتہ کاکل پیچان تھا مگر
دلکو چاہا تھا کردون مقدم جانان پہ نثار
دل لگی سمجھا تھا مین عشق کو اول لیکن
رخ روشن جو ہوا کاکل پیچان سے نمود
اے خدا کیا ہوا جس سے نہ نکلا یا جی کو
سنبل و گل ہوئی پژمردہ رخ و کاکل سے

دل مرا سینہ سے مشتاق بیابان نکلا
شب جو دم سینہ سی نکلا وہ پریشان نکلا
اوسکو دیکھا تو تصور ہی پہ قربان نکلا
آخرش دیکھا تو وہ جان کا خواہان نکلا
شب تاریک مین گویا مہ تابان نکلا
وہ ہی بے پیر مرا دشمن ایمان نکلا
سیر گلشن کو جو وہ رشک گلستان نکلا

اشک نے آبرو سے عشق ڈبوئی عاشق
مین نہ سمجھا تھا مگر طفل یہ طوفان نکلا

اوس بیوفا کو پیار کیا ہمنے کیا کیا
ناحق مسیح کو مرض عشق کے لیے
دامان پاک یار تڑپ کر بوقت ذبح
پتھر پڑین سمجھ پہ وہان بیٹھکر عبث
سنگین دلی سے اوسکی پڑا سر پہ کوہ غم
عشق بتان سے دیر و حرم ترک ہوگئے

اس دلکو مفت خوار کیا ہمنے کیا کیا
بلوا کے شرمسار کیا ہمنے کیا کیا
آلودۂ غبار کیا ہمنے کیا کیا
دلکو بھی اپنے خوار کیا ہمنے کیا کیا
کیون سنگدل کو پیار کیا ہمنے کیا کیا
کیون عشق اختیار کیا ہمنے کیا کیا

کہتا ہے یار دیکھکے عاشق کا حال غیر
کیون ہمنے اسکو خوار کیا ہمنے کیا کیا

ایسا بھی دیکھا کوئی تو نے بشر دیکھنا
اوسکی گلیمین نہین پھرتا ہون مین بیقرار

آنکھو قسم الفلک کچھ تو ادھر دیکھنا
پھرتے شب و روز ہین شمس و قمر دیکھنا

یہ سمایا ہی نگاہو نمین وہ شاہ خوبان
دیکھتا ہو نمین جدھر ہوتا ہی دلبر پیدا

کر کے طوفان بپا ابرو لے لی ہیری
طفل اشک اپنا ہوا عیفہ یہ اثر پیدا

دیکھہ قاتل کو بصد شوق شہادت ہمدم
اپنے ہر موی بدن سی ہوئے خنجر پیدا

اشک گلگون جو نکلتے ہین تری فرقت مین
چشم عاشق نے کیے ہین نئے جوہر پیدا

جلوہ فرما رخ پر نور ہوا خوب ہوا
آج یہان معجزہ طور ہوا خوب ہوا

دشمن اپنا بت مغرور ہوا خوب ہوا
جو خدا کو بھی تھا منظور ہوا خوب ہوا

فکر دارین سے معذور ہوا خوب ہوا
دل ہی عشق سے مخمور ہوا خوب ہوا

اب جو ہمکو بھی توقع ہوئی قاتل تیرا
قتل عشاق جو دستور ہوا خوب ہوا

آمد زلف بہاری مین ہوئی ہر زلت
چاک پھر زخم کا انگور ہوا خوب ہوا

طشت و تیشہ جو گیا لیکے مین لیلا رعنا
پس ترا فعل یہ منظور ہوا خوب ہوا

شکر صد شکر خدا یہ دل شاکر اپنا
آپ کی تیغ سے مشکور ہوا خوب ہوا

شکوہ بخت ہے بیجا کر و تسلیم کی خو
جو کہ پیشانی مین مسطور ہوا خوب ہوا

پڑھ غزل اور نئی طرز سے اب تو عاشق
جسمین ثابت ہو بدستور ہوا خوب ہوا

تو بھی عاشق بت مغرور ہوا خوب ہوا
مرض عشق کا رنجور ہوا خوب ہوا

تو بھی معشوق سے اب دور ہوا خوب ہوا
واقف حالت مہجور ہوا خوب ہوا

قصر دل تیرا ابھی اب فوج الم سے اے ترک
ہجر معشوق مین محصور ہوا خوب ہوا

تو بھی اہ زلف پریشان کا پریشان ہو کر
تیرہ روز شب دیجور ہوا خوب ہوا

فرقہ معشوق کو زیبا ہے جو کچھ وہ کرین
شکوۂ معشوق عاشق آپ نے بیجا کیا

درس عشق ایدل کیا تو نے اگر اچھا کیا
تیر مژگان پار ہو جاتا مگر رکھا اوسی
کوچۂ دلدار مین جو مین گرا بس گر رہا
آگئی تھی تیری شامت آہ سے کرتا گیا
روز جاتا تھا تو پھر آتا بخفا نیل مرہم
کچھ غبار دامن خاطر نہ دھویا تو نے آہ
نحت دل نوک مژہ پر دیکھکر بولا وہ شوخ
حضرت عیسی مریض عشق سے مجبور تھے
چارۂ بیچارگان سے چارہ ناچار آپ نے
گاہ دیر و گہ حرم مین گہ کلیسا لے گیا
چرخ آیا چرخ مین جنبش ہے سارے زمین

گر کتاب عقل رکھی طاق پر اچھا کیا
تنگی زخم جگر نے توڑ پر اچھا کیا
ناتوانی نے مری کیسا اثر اچھا کیا
تو نہ بولا وصل مین مرغ سحر اچھا کیا
آج جو مل بیچلا تیغ و تبر اچھا کیا
تو نے میرا کیا بھلا اے چشم تر اچھا کیا
نخل مژگان نے تر سے پیدا ثمر اچھا کیا
رشک عیسی نے بس اوسکو دیکھکر اچھا کیا
دست چارہ ساز نے کھینچا چارہ گر اچھا کیا
اس دل کافر نے رسوا دربدر اچھا کیا
اے مری آہ گرم نے زیر و زبر اچھا کیا

نامۂ عاشق دیا پر وہ نہین کھولیگا ہان
جو زبانی بھی کہا یہ نامہ بر اچھا کیا

جو دیکھے رخسار مہ جبین کا خجل ہو خورشید چودھوین کا
نثار کردو نہ مین جان و دل کو قدم جو پائو مین اوس حسین کا
عبث ہے فکر دوا مسیحا علاج کیجیے گا آپ کسکا
ابھی ہوا کدم مین خاک جلکر جسے یہ کہتے ہین فرخ اشم

تو لب ہو وہ چرخ سے ومین کا جو مر نہ بر بدلی بین ملکا
یہی ارادہ ہے ابکی باید و شیر دل آرزو نہ کریگا
کہین نہ پائیگا دل ہمارا خیال آیا اگر کہین کا
جو اک شرارہ گرے وہان پر ہماری اس آہ آتشین کا

جو نہ سمجھے مست ہے یہ جملہ عالم
دم تیغ نگہ سے جان بچا تا
خدا کی یاد میں بیخود ہے جو شخص
جسے حاصل ہے آگاہی وہ ہرگز
کمان کہتے ہین ابروی بتان کو
علاج درد دل ہے وصل دلدار

دل اوسکا درہم و برہم نہوگا
یہ ہمسے تو کبھی ہمدم نہوگا
اوسے کچھ فکر بیش و کم نہوگا
سو وہ محتاج جام جم نہوگا
مگر اوسمین یہ پیچ و خم نہوگا
دم عیسی سے بھی یہ کم نہوگا

وصال روی خندان سے ہے عاشق
بغیر از دیدۂ پر نم نہوگا

گل رخسار گر پیدا نکرتا
قیامت کا اگر وعدہ نکرتا
ہم آغوش صبا گر گل نہوتا
نہین معلوم کیا کرتا دل زار
نہوتا شوق دل پابی سبک گام
اگر الفت نہوتی دل مین اوسکے
مری آنکھون سے یہ ہرگز نگرتا
خیال سرمہ آنکھون مین رونکا

تو پیدا بلبل شیدا نکرتا
تو ہرگز حشر مین برپا نکرتا
تو بلبل رشک سے نالا نکرتا
اگر عشق بتان پیدا نکرتا
تو کوچے مین یہ دل جایا نکرتا
خیال اوسکا کبھی آیا نکرتا
جو اشک چشم تر رسوا نکرتا
صنم کا ورنہ کیا شکوا نکرتا

دل و دین عشق مین عاشق نے کھویا
کہو کیا کرتا گر ایسا نکرتا

ردیف باے موحدہ

دیوان

وہ مست بادہ تو مین پیش کرون
خونابہ کی شراب جلا کے بھنے کباب

آدمیت اسکو کہتے ہین کہ کر ضبط فغان
بزم جانان مین ہی عاشق صورت دیوار چپ

کس کس کے دل مین ہے نہین جلوہ گر ہین آپ
نام خدا جہان مین عجب اک بشر ہین آپ

ناز و ادا سے ہے تم کو عضو عضو
گویا ہے جسے یار کا کیا پر ہنر ہین آپ

خط گرد لب نہین ہے یہ دلہای عاشقان
ہین مثل مور گرد شکر لب مگر ہین آپ

لیلی ہو تم تو مجنون ہے عاشق تمہارا اور
فرہاد جان نثار ہے شیرین اگر ہین آپ

سودا ہی تجکو کب ہے دلا زلف یار سانپ
دیکھا کبھی کسینے کہین مشکبار سانپ

کہتی ہی اوسکے کان مین احوال مو بمو
زلف سیاہ مار ہے یا غمگسار سانپ

تا کاہی زلف سے دل پر داغ کو مرے
طاؤس کو بھی کرتا ہی اپنو شکار سانپ

ڈرہی نہ بدلے بوسہ کے خاصیت حباب
ہی زلف گرد رخ کے جو اک زہردار سانپ

مو بات سرخ چوٹی ہین اوسکے نہین ہی لا
لپٹا ہی سرخ چوٹی کا یہ مالدار سانپ

کیونکر نہ ہو کہ زلف سے ہے عاشق کا دل بچے
یان ایک دل ہے اور وہان ہین ہزار سانپ

اتنی کشش جو رکھتی ہین جستہ جگر سے آپ
آگاہ کیا نہین ہین فغان کے اثر سے آپ

ثمرہ ضرور پائین وفا کے شجر سے آپ
پانی دیا کرین جو دلا چشم تر سے آپ

آگاہ گر نہین ہین قضا و قدر سے آپ
آیندہ ہوش کیجیے رہیے خبر سے آپ

گاہے نگاہ و گاہے تبسم گہے حجاب
واللہ دل کو لیتے ہین کس کس ہنر سے آپ

اسدرجہ مست بادہ حسن و جمال ہین
آگہ نہین ہین گردش شمس و قمر سے آپ

مہرو ہجو یائے نظارہ وہان ہین روز و شب
لوگ رضوان روضۂ جنت مین رہتا ہے مگر
عشق کی تر دامنی بہتر ہی زہد خشک سے

بس یہی ہی یادگار قاصد نشان کوی دوست
خار کھاتا ہی بہت سنکر بیان کوی دوست
کب ہی زاہد روضۂ جنت بستان کوی دوست

پاسبان سگ اور رقیب روسیہ عاشق ترے
جان کے دشمن ہین یہ سب این و آن کوی دوست

مجھسے اوس شوخ نے بڑھائی بات
دلمین میرے یہی سمائی بات
دلمین جب تنگ رہی تو اپنی کہی
جان و دین دیکے تیرا حال کھلا
باتون باتون مین گذری ساری رات
ہے سود یکی کرکے سرگوشی
دون کی تم تو لیتے تھے ناصح
مجھسے تیری برائی ہو پیارے
نام کو بھی جدائی پہلے نہ تھی
ناک مین آیا اوسکے جور سے دم
ہجر مین خوف مرگ تھا اے صبر
وہ نہ آئیگا لاکھ وعدہ کرے

کسی دشمن نے یہ اوڑائی بات
اوسکی آنکھون کو ہی لڑائی بات
منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات
ہمنے کچھ کھو کے تیری پائی بات
ایسی عیار نے اوٹھائی بات
زلف نے اسقدر بڑھائی بات
سامنے اوسکے کچھ نہ آئی بات
یہ لگائی ہے یا بجھائی بات
یاکہ اب ہوگئی جدائی بات
ہمنے منھ پر مگر نہ لائی بات
تو گیا وہ ہی پیش آئی بات
یہ ہی سو بار آزمائی بات

خبر مرگ سن کے وہ آیا
تیرے عاشق کیا بن آئی بات

پیچ ہین اونکو تو زلف سیہ کا لپیٹ
قتل مین رکھتا ہی خنجر جو کمر کھلتی ہے
سکو تو بہر خدا کھینچ کہ رکہ پار لپیٹ
اے فلک یار مرا آتا ہے مہتابی پر
چادر مہ تو بچھا فرش پہ شب تار لپیٹ
صاف جون آئینہ مجھ پر ہو جو دل مین ہو
مجھے یہ اچھی نہین بات مین عیار لپیٹ
تاج کو یم پر تو رکھ خواہ تو دستار لپیٹ
دلکو لیتے ہین تری گیسوئی خمدار لپیٹ
رنگ ترا او نیم ابھی از گلک ماہ کاٹ
دیتا ہی رنگیں روئی ماہ شب تار ماہ کاٹ
بس ایک ہی نگاہ سے دو ٹکڑے دل کیا
کیا تیز و صاف تیرا ہی تیغ نگاہ کاٹ

ہماری ساتھ چلو مین ہی فوج نالہ و آہ
خیال ہجر کی آتی ہی جان چلی تن سے
نثار ہونیکو دندان لب نیز سے صنم
رہا ہی کب تقی ہیرلی خدا کی قسم
مجھے ہی زلف سی ناحق سوال بوسہ رخ

ہوئے ہین ور سے تیرے عز و شان سے رخصت
یہ سنئیے او لیے ہوی میہمان سے رخصت
ہوی ہین لعل و گہر بحر و کان سے رخصت
بتون کے عشق سی مجھہ او سکی شان سے رخصت
ملیگی چوری کی کب پاسبان سے رخصت

چلے جو جان کے ہمراہ درد و غم عاشق
لگے یہ کہتے ہوئے قدردان سے رخصت

ردیف تائی ہندی

خوب دل کھولکر تماشا لوٹ
بوسے وعدے سے جو زیادہ لیے
تیرا کالا بھی زلف لٹ جاسے
مین تو دل بیچتا ہون بوسے پر
دل اگر لوٹا رکھو دل مین چھپا
کوئی دل چھینتا ہے کوئی جان
آنکھون آنکھون مین لوٹتے ہین دل
دل و دین تیرا مال ہے ایجان

حسن کی اندنون ہے لوٹا لوٹ
بولے کیا خوب کیا ہی لوٹا لوٹ
تو متاع قرار میرا لوٹ
تجکو گر لوٹنا ہے اچھا لوٹ
تم کو ورنہ کریگی رسوا لوٹ
بخدا ای صنم یہ ہے کیا لوٹ
ان بتون کو ہے اک تماشا لوٹ
ان کو تو میرے پاس رکھ یا لوٹ

تجکو گر لوٹتے ہین لالہ رخان
تو بھی عاشق متاع سودا لوٹ

ہی شب وصل نہ رخ آئینہ رخسار لپیٹ
گر لپیٹے کبھی تو ہان دفتر انکار لپیٹ

ردیف شین معجمہ

جوش جنون مین سر کو بت سنگدل سے مری
مرتا ہون عشق مین مگر اوسکو یقین نہین
نادیدہ روی یار ہوا مبتلا سے عشق
پتھر پڑین سمجھ پہ تیری اے جنون عشق
ای دل الٰہی تو نے یہ کافر ہے سنگدل

گلبرگ تر سے ہلکی ہی اوس سنگ در کی چوٹ
کیونکر دکھاؤن چہرے کے اپنے جگر کی چوٹ
ناصح دکھاؤن کیا تجھے ہی کدھر کی چوٹ
سمجھے ہی ضربہ سنگ تو گلبرگ تر کی چوٹ
تیغ و تبر سے سخت ہی اونکی نظر کی چوٹ

سنے یار تیرے سرد ہی الفت سے اور بھی
تکلیف دہ ہے عاشق خستہ جگر کی چوٹ

اسطرح میرا طالع واژون ہین اولٹ
جاتی ہی کیون تو ہجر مین آتا ہی یار دیکھ
مجنون کا دم ہی آنکھون مین جلدی نقاب کو
نادیدہ روے یار ہون امید وصل تو مری
کیا نازشِ یار تو کرتی ہی اے اجل
کیسی بلا ہین تیرہ درون لیکے دل مرا
محفل مین شمع جلتی ہی چھپتی ہی گل کھلے
لیتا مین بوسہ خال لب یار کا مگر
مہمان ہون ایکدم کا تو ای بت خدا سے ڈر
کیون آے دل تو مارا اپنی زلفون کا جاہیے

رخ سے نقاب او صنم مہ جبین الٹ
آ میری نعش پر جلد تو جان حزین اولٹ
بہر خدا تو لیلی پردہ نشین اولٹ
دیکھو کفن کو چہرہ سے زیر زمین اولٹ
آ جا کہ انتظار مین آنکھین گئین اولٹ
دیکھو تو کیسی سانپ سی زلفین گئین اولٹ
گر دی نقاب چہرہ سے تو ای حسین اولٹ
ڈرہے نہ کہ ہی یہ نقش نگین اولٹ
جاتا کہان ہی چھوڑ دم واپسین اولٹ
عزت سے ساکن فلک چار مین اولٹ

عاشق کی نعش سے دل مضطر نکالیے
یہ بیقرار دے گا وگرنہ زمین اولٹ

آرزو کی بیتری ہی چرخ سے غافل عبث
کیون وصال یار کا اوس سے ہی تو سائل عبث

سو داو سکی ہو جائے یہ اولنا مجھے یارو
اغیار سے ہو اوسکی لڑائی کا غم و رنج
دل زلف مین اولجھا تھا دیا شانے نے سلجھا
مجکو ہوا اس عقدہ کشائی کا غم و رنج
مشتاق کو ہی اوسکی صفائی کا غم و رنج

تیری تدبیر بھلا کب ہو مفید اوسکو طبیب	مرض عشق ہے جسکا ہو کسلمند مزاج
لب شیرین کا تری جسنے مزا چکھا ہے	اوسکا کب میل کریگا طرف تند مزاج
عشق مین جسکو ملے سلسلہ آزادی	ناصحا اوسکا ہو کب عقل کا پابند مزاج
سبز گلشن تو ہے کیا باد نسیم سحری	لاکھ کھولے نہیں کھلتا جو ہوا بند مزاج

پھٹ گیا عشق مین دل تو پھر اے عاشق زار
کھائے کھسیار مگر عقل سے پیوند مزاج

کیون نہون دیدہ و دل نیم نظر کے محتاج	نالۂ و آہ جو ہون آہ اثر کے محتاج
دل شب ہجر مین کوسون ہی اوڑا پھرتا ہے	گھر مین ہم گوشہ نشین کب ہین سفر کے محتاج
رخ تابان ہی شب و روز نظر کے آگے	ہم فلک کب ہین تیغ شمس و قمر کے محتاج
پھل ملیگا ہمین کیا عشق مین یہ دونون ہین	نخل آہ و شجر نالہ ثمر کے محتاج
کسطرح حرف تسلی پہ کمر وہ باندھے	سیمبر خود ہین و ہین اور کمر کے محتاج
کیون نہ رہین معرکۂ عشق مین ٹہرکے ہم جان	کبھی ہوتے نہیں عشاق جگر کے محتاج

پھل ملیگا ہمین کیا سرو قدون سے عاشق
سرو ہوتے ہین ہمیشہ سے ثمر کے محتاج

ایدھر وفا کا اودھر جور اور جفا کا رواج	یہی ہی عاشق و معشوق مین سدا کا رواج
بھلا تو کرتے ہین کرتے نہیں وفا یہ برا	بتون کی قوم مین کیا ہی غضب بلا کا رواج
یہ قتل کرنیکو کرتے ہین یہ ہچکتے ہین	سنا تو ہمنے نہیں ہرگز اس ادا کا رواج
یہ اپنی زلف کی پھندے مین پھانس لیتے ہین	غضب ہی مو کمر و ہمین یہ اور بلا کا رواج
ابھی پھنسا ہون بتاؤ مجھے یہ ہم قفسو	کہ رسم نالہ ہی یان یا کہ ہی بکا کا رواج

تجکو القصہ یہ کہتا ہون جو تو ہے عاشق
سب سے ہیچ پر تو نہ اوس یار وفادار سے ہیچ

مجھے کہتا ہے سارا خاندان ہیچ
بھلا تو بھی تو کچھ پیر مغان ہیچ

یہ ہو کیونکر کہ ہم داغ جگر دین
تو زہد خشک پر باغ جنان ہیچ

کہین آوارگی جاتی ہے ناحق
لیا ہے ہمنے خود دل کا مکان ہیچ

وفا کہہ کر جفا کرتے ہو ہم پر
دکھا گندم کو جو تو میری جان ہیچ

نہین کو چھوڑ جان و دل ہے حاضر
مری تو جان و دل کے بدلے ہان ہیچ

ملک کے پاس کیا ہو جو وہ دیگا
بسر کرتا ہے خود وہ قرص نان ہیچ

نہین چوری کسی کی اس مین عاشق
دل اپنا ہے اسے جانے جہان ہیچ

جبکہ دنیا ہی مری جان ہی ہیچ
پھر تو یہ سروسامان ہے ہیچ

اوسکے کوچے کے گدا کے آگے
شاہی ملک سلیمان ہے ہیچ

تم تو ناحق ہو تفکر مین مسیح
مرض عشق کا درمان ہے ہیچ

کسکی دولت ہے کہان کی عظمت
اوسکا دل حسرت و ارمان ہے ہیچ

روبرو دست جنون سے مجنون
دعوی جیب و گریبان ہے ہیچ

عادت خاص عطا ہے سب کو
گلہ جور حسینان ہے ہیچ

اوٹھ گیا جب کہ دوئی کا پردہ
پھر تو عاشق غم ہجران ہے ہیچ

ردیف حاء حطی

گیسوئے یار و سر کاکل مین ہم کی شب ہجر
اوس سیہ بخت کا سیاہ جمین ہے کاغذ

کیا لکھون حال شب ہجر صنم اے عاشق
ملتی قصہ ہجران کو نہین ہے کاغذ

تو وصال یار مین ہے عیش کا سامان لذیز
پر جدائی مین بھی ہے عاشق کو غم ہجران لذیز

ہجر مین راحت بھی زحمت سے زیادہ سخت ہے
یار ہو ساغر بدست ہو چاہے باران لذیز

ہجر کی تلخی عیش تمیز عیش سے ہے جان مین
وصل گر ممکن نہین ہے وصل کا ارمان لذیز

مسئلہ لا تقنطوا کا زیست کا باعث ہوا
ورنہ تھا ہجران سے بہتر موت کا سامان لذیز

ہون دل بخت جلا عاشق مین لذت ہے اور
گو کہ اکثر ہو سبب مین او دل و جان لذیز

جذبہ عشق زلیخا گر نہ تھا و ملبے
مصر کا بازار مین کیا تھا مہ کنعان لذیز

پیچ مین اوسکے پھنسے ہین دل جان و جگر	رست ہی بر حق تمہاری زلف پیچاپن کی نمود
زلف کافر کیش کو دیکھین ذرا بہر خدا	شیخ جی کر دی تہت ہین دین و ایمان کی نمود
آگیا باد بہاری پھر چمن مین ہمنفس	جو ہوئی سینہ مین میری داغ سوزان کی نمود

اک نگہ سے حال عاشق ہو گیا کیا دیکھیے
خاک مین ملتی ہی بس ہی دم مین انسان کی نمود

مصر مین مجبس ہوا بجسے مہ کنعان سفید	ہو گئے یعقوب کے یان دیدۂ گریان سفید
اوس حنا کا فر کے ہاتھون خون ہوتا ہی مرا	ہو گیا کیا خون تمہارا اے مسلمانان سفید
خط کی نئی تحریر و احبت مصحف رخسار پر	قدر کب ہوتی ہی گر ہو صفحۂ قرآن سفید
دیکھکر رونق ہمارے سینۂ پر داغ کی	فق ہوا چہرہ ہوا رنگ رخ رضوان سفید
ہجر کی شب مین خود آیا غیرت ماہ منیر	اب نہو پھر خدا روئ شب ہجران سفید
غم کا اب حال ہے سینہ مین میرے آنکر	جس طرح نادار کے گھر جا کے ہو مہمان سفید

فضل سے اوسکے نہو عفو گنہ عاشق اگر
حشر مین پھر ہو کہان روی سیہ کاران سفید

ردیف کاف ال معجمہ

چین سمجھو نہ اسے چین جبین ہے کاغذ	کاشف چین جبین بت پر چین ہے کاغذ
یہ دوائر نہین تحریر مین دیکھہ ای لیلے	غم مجنون مین تری حلقہ نشین ہے کاغذ
نام قاصد جو بتانے لگا بولا خاموش	ایسا نرم اوسکے سوا اور کہین ہے کاغذ
یہ ہوا مین جو اڑتا ہی تری لکھنے سے	شوق سے رقص مین ای زہرہ جبین ہے کاغذ
بولا کس روسیہ کا یہ کاغذ ہے	نامہ بر بولا یہ اوسکا بت چین ہے کاغذ

آہ دل سے گرم کی آتش فشانی اسقدر

ہم عاشق نہین اوس یار کی

تغافل سے مجھے

درفشانی اسقدر

بات کو سمجھو ذرا

تعویز ہی

کھویا مجنون اور سے دل لگا کر

میری آہون سے بت کر

میری آہون نے آسمان کو

پھینکا آخر کو بلا کر

یہ جور و ستم بس اب کہان تک

جانے دے صنم خدا خدا کر

رویا مین اپنا رونا اوس سے

خندہ کیا سن کے کھلکھلا کے

مرحبا دست جنون جیب و گریبان کا مرے
وصل یک روزہ پہ کیا خاک خوشی ہو پیارے

تیری امداد سے آتا نہین اک تار نظر
سامنے آتی ہی پھیر دہ ہی شب تار نظر

باصرہ اسلیے بخشا ہے کہ اوسکو دیکھو
چشم حق بین نہو عاشق تو ہے بیکار نظر

بتلا پتہ بھی اپنا یا بہو نجون مین نشان پہ
کیا منہ ہی تیرا اسوس جو کچھ کہے وہان پہ
کیون تو نے ہاتھ کھینچا ہان اور ایک لگا تھ
جو کچھ کیا ہی تمنے کیا جور کیا نظلم
اغیار کیا کریگا جو کچھ کیا ہے ہمنے
آواز پر لگا وے صیاد تیر اپنا
جب آیا عشق دلمین کہو فکر نہ دو دن دل و جان
ہم کشتہ ہین انھین کے عیسےٰ کی قم سے کیا ہو
آتش پہ ہاتھ رکھوا اپنا تم نے اے طبیبو
جب سب جگہ وہی ہی پھر دیر کیا حرم کیا

تیرا ہی نام پیارے ہر دم مری زبان پر
تقریر کچھ اگر ہو تو وہم اور گمان پر
قاتل نے کیجو اوسدم جب او ٹھی ہاتھ امان پہ
سب بھولین دل ہی میری گر آئیے بیان پہ
قلعی کھلی گی اوسکی ای یار امتحان پر
بھاری ہی جان مضطر اس جسم ناتوان پر
مہمان کی شرط دعوت ہی فرض میزبان پر
ہم جی اوٹھینگے پیاری بس تیری ایک ہان پر
رکھیو نہ ہاتھ لیکن میری دل طپان پر
دل ٹھیہ اپنے گھر مین جائین کہان کہان پر

عاشق عذاب دینگے عصیان ثواب و نکبت
سب ہین یہان کے دھندے اور کچھ نہین وہان پر

جنکے تیری عشق مین ہو جانفشانی اسقدر
یار کے کوچے مین جانے دی تو پھر کیجو یہ زور
جو کہون نا تو نہ مانو غیر کا ہر گز کہا

تیری ہو ای عتنائی یار جانی اسقدر
زور ابھی مجھپر کرای ناتوانی اسقدر
تم سے لین جان جاننا ہون مہربانی اسقدر

اے دل امید لطف وصل

آزار

لے ہان اپنے جیسے سکنا نہین

خون دل جلا

خار سے ہاتھ توڑے دست جنون
دامان مین کیون ہو نگار افسوس
غنچہ ہو تو بلبل قفس مین وقت بہار
افسوس ہے ہزار افسوس
بلبل ہو عاشق نالان
گل زن ہو تو گلعذار افسوس
منتظر بنا نرگس

جسمین نہین تجھسا نہین کوئی بیجا نرگس
عجب نصیب ہے تشبیہ چشم محبوبان
بیان مین کیا کرون احوال چشم
مجھے دکھائی تیری آنکھین تو سمجھائی ہے
گی زمانہ کی نگاہ بھی کیا ہوا نرگس

اشک دیتا نہین فرصت جو ملی قسمت سے		ہی یہان وصل مین کبھی حسرت دیدار ہنوز
دیکھتے دیکھتے دل لیگیا اور لطف ہے یہ		دل کے لینے سے ہی عیار کو انکار ہنوز

جو کہا وہ کیا عاشق نے مگر اسپر بھی
بدگمان اوس سے ہے وہ یار دل آزار ہنوز

چہرہ پہ خط سبز ہے سر پہ کلاہ سبز		کیا خوب روزگار ہی شام و پگاہ سبز
بمرہ و تو سبز رنگون سے آتا ہے خود سبز		تیری ہین بخت واہ بلا اشتباہ سبز
وہ سبز رنگ چھپا یا ہی آنکھون مین اسقدر		دکھتا ہے جو کہ آگیا زیر نگاہ سبز
اوس سبز خط کے ہجر مین رویا تو ہو گئی		اشکو نسے میری دشت و بیابان کی راہ سبز
خط ہی بگرد چاہ زنخدان سبز رنگ		یا گرد چاہ حسن اوگی ہے گیاہ سبز
رنگین ادا سے یان جو دیکھا یا تو بولے گے		جتنے تھی رنگ سرخ و سفید و سیاہ سبز

عاشق یہ رائیگان ہے نزول اشک تر
ہر گز نہو گا دیکھیو یہ نخل آہ سبز

ردیف سین مہملہ

ہجر مین گیا ہے انتظار افسوس		انتشار اور اضطرار افسوس
نہ ملا ایک بار یار افسوس		اس سے آتا ہے بار بار فہوس
وہ ہنسا زخم دیکھکر رویا		میرا زخم دل فگار افسوس
چھوٹے ہجران مین میری یار و دیار		بار افسوس ہے دیار افسوس
خاک مین آبرو ملی ساری		تجھپہ ای چشم اشکبار افسوس
لاغری جسم و جان میری ہے		عندلیب غزلخوان افسوس

بارش سے جلا اور زیادہ دل مضطر
ناداں سمجھتے ہیں اسی راحت دل لیک

پانی سے ہوئی ہجر میں پیدا اگر آتش
دانا کی نظر میں ہی یہ سبب لعل و زر آتش

تم ہو رو نہ سمجھو یہ اسے عرش کے لوگو
واللہ لگا دے گی یہ آہ سحر آتش

رخسار دکھا عاشق دلسوز کو کافر
قرآن دکھاتے ہیں لگے ہے جدھر آتش

ردیف صاد مہملہ

صبا بہشت میں نہیں دوست کو بجا اخلاص
بقا سے کیونکہ رکھی پھر کہو فنا اخلاص

غلط ہی عاشق و معشوق میں ہی لا اخلاص
غرض جو وصل کی ہو پھر کہاں رہا اخلاص

تری سما کی ہیں دلمیں جفا و جور و ستم
مری ہیں دلمیں ہمیشہ رضا و وفا اخلاص

بڑا ثواب ہے چارہ گری بیچارہ
میری لیے تو اجابت سے کر دعا اخلاص

گیا نہ تو مری جان کسطرح جدائی میں
تجھے ہے آفریں شاباش مرحبا اخلاص

لگائی تلووں سے عاشق کے آگ تو نے حنا
تو دل سے اوسکے کبھی پھر نگ واہ وا اخلاص

انسان کو خوار کرتی ہی یہ بدبلا ہی حرص
کوئی نہ ہو بنام خدا مبتلائے حرص

اس حرص سے خراب ہی دنیا و آخرت
دل میں اگر ہو تیر تو بہتر بجائی حرص

جس سے ولیل و خوار ہو رسوا ہو اور خراب
وہ ہی بہوش جس تو دلا ماجرا ہی حرص

جامہ قبا ہوا و سکے سدا عافیت کا آہ
جسکے ہو ہیت آستہ دلا یہ قبائی حرص

شمشیر آبدار رضا یا قضا سنبھال
پھر قطع کر تو اوس سے دلا دست و پائے حرص

اس حرص کو جلا تو توکل کی آگ سے
اسطرح تو حرص کو ابدل سزائی حرص

ردیف ضاد معجمہ

کیا فکر بیہودہ ہی مرے درد کی طبیب
مشقِ جنون بڑھی ہی یہ وحشت کی انتہا نہین
شانہ کو زلف اور بلا ہمکو بالنصیب
محتاج کب ہین شمع کے عشاق بعد مرگ

دیدار مجکو چاہیے درمان کے بالعوض
اک تار باقی جیب و گریبان کے بالعوض
یاد وہ آہ کاکل پیچان کے بالعوض
اونکو ہین داغ شمع شبستان کے بالعوض

عاشق ہے کیونکہ کافرِ عشقِ صنم بھلا
اوسکو تو روے یار ہے قرآن کے بالعوض

سینہ پر داغ مجکو ہے گلستان کے عوض
وصل کی شب ہجر لگی بھی ہان کبھی کہتی نہین
کیا اگر بیٹھے نذرِ دشتِ وحشت دل الجنون
واہ ری تاریکی بخت سیاہ داغ گون
وصل مین خوش تھی سبھی ہم ہجر مین بھی شادکام
ہین نثار اوسپر کرونگا اشک اور لخت جگر

بس گلستان ہی نہین ہے باغ رضوان کے عوض
کیا زبان پر پڑھ گیا لفظ نہین ہان کی عوض
تار بھی باقی نہین جیب و گریبان کے عوض
یہ شب ہجران ملی زلف پریشان کے عوض
یاد جانان پاس ہے اب وصل جانان کے عوض
گوہر غلطان دیگا ور لعل بدخشان کے عوض

ہجر مین عاشق ہین وہ روی روشن چاہیے
ماہ تابان کے عوض مہر درخشان کے عوض

لالہ ہے یا کہ آفتاب عارض
چرخ سے پوچھو کوئی دیکھا ہی
موج دریای حسن چین جبین
نقطۂ خال عنبرین ہے بجا
یہ تو وہم گمان ہین اپنے تھا

آئینہ ہے کہ ماہتاب عارض
آپکا سا آب و تاب عارض
اور ہی اوسمین جیون حباب عارض
کیونکہ تیرا ہے انتخاب عارض
ہوگیا یون خیال و خواب عارض

لیکے قاصد سے جو پوچھا کہ یہ کسکا ہی خط
بولا بیتاب جو ہی ہجر مین اوسکا ہی خط

دیکھہ عاشق کو لما شوق سے ہو کر بیتاب
خبر مقدم تجھے صد آفرین لایا ہی خط

ہین نے احوال غم و رنج جو لکھا تو کہا
تیری بیتابی کی تحریر سے ملتا ہی خط

کون ہی سوختہ جانکا ہے یہ حال پر سوز
جسکی تحریر سے جون شعلہ یہ جلتا ہی خط

سنبل روضۂ رضوان ہی کہ ہالہ ہے یہ
سبزۂ باغ جنان ہی کہ یہ تیرا ہی خط

نام کیا لکھون کہ بس کافی ہی خط مین نشان
جو کہ نم دیدۂ خون سے وہ ہی میرا ہی خط

کیا لکھون خط مین مین بھیجون اوسی کیا خط عاشق
پڑھنا کیا وہ تو کسی کا نہین سنتا ہے خط

حسن کا لیگا کیا اجارا خط
رخ کا کرتا ہے جو نظارا خط

پڑھیے مضمون یا نہ پڑھیے آپ
دیکھیے تو لیجیے میرا سارا خط

اوسنے جو پوچھا کیا ہے حکم تو بس
منھہ پہ قاصد کے پھینک مارا خط

دور سے آتے دیکھہ قاصد کو
بیقراری سے مین پکارا خط

چشم نرگس مین گل ہین رخسارے
خط گلزار ہے تمہارا خط

رشک آتا ہے مجکو قاصد پر
کسکو تم نے بھیجا گوارا خط

یہ ہے تاثیر عشق اے عاشق
اوسنے تیرا پڑھا دوبارا خط

اوسنے آمادہ کیا لکھنے پہ دلدارونکو خط
مونس و غمخوار ہی ہجر انکی غمخوارونکو خط

کون جانے عکس بخت تیرۂ عاشق سے ہے
یہ کو دیکھو ہی کلف اور یاہ رخسارونکو خط

دیکھتے ہی قوت تازہ ملی دلکو مرے
نقش حرز جان ہی یہ ہجران کے بیمارونکو خط

[illegible]

[illegible]

ردیف ظا معجمہ

بحر رمل مثمن سالم

[illegible]

قمار عشق مین تو ایک بھی بازی نہین پائی

[illegible]

مرا حال نہ پوچھو اوس سے کہا ہے جو رو کر جا کہ	عجب عیار ہی بولا وہ بت سنکر خدا حافظ
نصیحت سبکی سنکر خون ہی پیتا رہا آخر	کہا لو اب تو سب سمجھا چکی بس خدا حافظ
نہ جاویگا نام ہو گا خوار ہو گا دیکھ کہتا ہوں	نہیں گر مانتا تو اے دل مضطر خدا حافظ

یہ نہیں بس جان تجتی ہے عاشق اب نصیب آگے
لگا یوں کہنے بل چلنے وہ غارتگر خدا حافظ

تمہاری چشم کو ہی خوشنما حیا کا لحاظ	ہمارے حق میں مگر ہے وہ بدبلا کا لحاظ
نہ کیجے دل شکنی میری اوبت کافر	ذرا تو کیجیے اس خانۂ خدا کا لحاظ
نشہ ہے دولت دنیا کا پردہ غفلت	رہے ہے دل اتری پیش نظر قضا کا لحاظ
اگرچہ ہم نہیں قابل تری رعایت کے	ہمارے عجز کا کر پاس التجا کا لحاظ
کہاں تک میں کروں ضبط اب نہیں ہوتا	کہ ہو چکا اوب عشق انتہا کا لحاظ
جھٹک نہ زلف کو اے شانہ ہاں خدا کی لیے	ذرا تو کر دل وابستہ بلا کا لحاظ

وہ بولے حرف طلب پر کہ عاشق خودکام
ہمیشہ تجکو ہے اپنے ہی مدعا کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

گر نہیں عشق تو پھر کسلیے سوزاں ہے شمع	مضطر و شعلہ تن دادہ و گریاں ہے شمع
کچھ نہیں مجھکو تری حاجت احسان ہے شمع	جسم داغوں سے سراسر و چراغاں ہے شمع
کیوں نہ تجہپر دل پروانہ کرے دلسوزی	تو تو محفل میں فقط رات کی مہماں ہے شمع
مے و مینا و صراحی و سبو و ساغر	سبکی آمد ہے یہ کسکے لیے ساماں ہے شمع
رخ پر نور پہ میں ہی نہیں قربان ہوں گا	صدقہ او سپہر و خورشید ہیں قرباں ہے شمع

جو اوس سے مجکو ملیگا یہین اوس سے راضی ہون | الم ہو غم ہو محن ہو کہ ہو بلا سے فراق

کہون مین کس سے یہ عاشق بقول شاہ ظفر
نہین ہے درد مجھے اور کچھ سوا سے فراق

اپنے دلون کی فرق سہی ہی سب جہان مین فرق
چاہو کہو تعصب و دینی سے کچھ و لے
انصاف سے جو دیکھو تو معلوم ہو پری
گو سیل اشک جاری ہی سوز دروں سے لیک
مہر سفید ریش سے بہتر ہی سادہ رو
میری اور اوسکے وعدہ واثق تھا آج کا

ورنہ نہین ہی کچھ یہ یقین این و آن مین فرق
رام و رحیم مین نہین میری گمان مین فرق
کیا ہی ہماری شیشہ و باغ جہان مین فرق
ہوتا عیان نہین ہے سوز نہان مین فرق
سچ ہی ہمیشہ ہوتا ہی پیر و جوان مین فرق
شاید حیا نے ڈالا در میان مین فرق

عاشق یہ قول شاعر صادق بیان ہے سچ
جنکے دلون مین فرق ہی اونکی زبان مین فرق

دل جب سے ہوا آہ مرا رہگذر عشق
سر ہاتھ پہ رکھہ میرا اوہ بولا کہ یہ دیکھو
گہ غرق یم اشک و گہی خاک نشین ہون
ہون کور وہ آنکھیں جو ہون واغیر کے رو پہ
بی وعدہ جو آیا مری گھر مضطرب الحال
کیا خاک کرے اونپہ اثر نار جہنم

جان و دل و دین سب پہ ہوئی ہمسفر عشق
نکلا ید قدرت سی نیا یہ ثمر عشق
ہجران مین ہوئین بلد شہ جگر و بر عشق
ہون داغ وہ دل جو ہو دلا بیخبر عشق
شاید کہ ہوا تیری بھی دل مین گذر عشق
عشاق سمجھتے ہین اوسے اگ شرر عشق

ہے عاشق با درد ہی اس حال سے آگہ
اے ناصح بیدرد تجھے کیا خبر عشق

جو کاٹ ہے ترچھی نگہ یار مین عاشق
وہ کاٹ کرے کیا تبر و تیغ و سنان خاک

ردیف کاف فارسی

لازم ہے نہین یہ کہ سدا یاد کرو مرگ	یا بھولے سے اک دم تو بھلا یاد کرو مرگ
اوس سے ہی تمھین کام ہی انجام کو سوچو	غافل ہو عبث بیٹھے دلا یاد کرو مرگ
جو بات کہ ہونی ہی نہ بھولو اوسے اے دل	دن رات مین اک دم تو بھلا یاد کرو مرگ
یہ شوکت دنیا کہ ہی ذلت سے نہین کم	سب بھولے گی تم جبکہ دلا یاد کرو مرگ
ہر دم وہ قریب آتی ہی گر غور سے دیکھو	اسواسطے کہتا ہون سنا یاد کرو مرگ
موجود ہی ساتھ عدم جبکہ ازل سے	پھر چاہیے تم اہل فنا یاد کرو مرگ

جو یاد ہے دنیا کی یہ سب بھول ہے عاشق
اس بھول سے کچھ ہوش مین آ یاد کرو مرگ

دلمین ہماری جب سے ہے عشق بتان کی آگ	دل سے مری نکلتی ہی آہ و فغان کی آگ
وصلت مین مثل گل ہے گل گلستان کی آگ	ہی ہجر مین جلاتی گل بوستان کی آگ
جو آگ شعلہ در ہو وہ بجھتی ہے آب سے	اشکون سے منطفی نہو سوز نہان کی آگ
جب ہے ضبط دلمین کیا نار ہجر لو	نار جہنم ایسی ہے زاہد کہان کی آگ
دل ہی جلا رہا ہی تجھے کو ہی یار مین	کس سے کہون جلاتی ہی اپنے مکان کی آگ
ایسی ہو گی آتش دوزخ بھی دوستو	جیسی ہے شعلہ زن سخن بد زبان کی آگ

قطعہ

اسمین عجب طرح کا دلا سوز و ساز ہے	مین کیا کہون کہ کیا ہی گل کارخان کی آگ

ردیف

۳۳

دنیا سے ایک روز سفر مجکو ہے ضرور — سیدھی طرح سے جاتے تو جاہے مچلکے چل

وحشت یہ کہتی ہے دل نالان سے ہجر مین — کیون قید مین ہے دشت کو اوٹھ اور نکلکے چل

قاتل نے تھک کے پھینک دی تلوار ہاتھ سے — لازم ہے دل ٹھہر کے تو کچھ دیر ٹلکے چل

اے طفل اشک آنکھون سے چلنی ہے راہ عشق — اس راہ مین خوشی سے تجھے ہاں مچلکے چل

مشتاق نے کیے ہین دل و دیدہ فرش راہ — کافر خدا کیواسطے اونکو مسل نہ چل

نفرت ہے ذو فنون کو مری شکل سے اگر
عاشق تو آج شکل کو اپنی بدل کے چل

جب دیکھتا ہون ہجر مین مین زخمہای دل — بے اختیار کہتا ہون حسرت سے ہای دل

گلشن مین میری گروہ سے نالہ ہاے دل — اشکون کے ساتھ بلبل نالان بہای دل

ہرگز نہ قصۂ غم ہجران سنای دل — حرف وصال گاہ جو تجھ سے سن آے دل

خفیہ اگر نہین کسی پردہ نشین سے عشق — آوارہ کیون ہوا ہے یہ بیٹھے بٹھای دل

رنج و الم کو غم کو کہ دشنام و داغ کو — اے عشق کیجیے ایک یہ کس کس کو کھای دل

رسوا نہو تا رنج اوٹھاتا نہ اسقدر — دشمن مری بغل مین جو ہوتا بجای دل

جب عشوہ و کرشمہ و انداز و ناز ہو — ان آفتون سے کوئی کہانتک بچای دل

بس خواب و خور گیا جو کسی پر یہ دل گیا — دشمن کا یا الٰہی کسی پر نہ آے دل

دل دیدیا ہے زلف کے سودے مین یار کو — دیکھو تو کیا مراد یہ ہم بیچ لای دل

دیجے جو بوسہ لیجیے حاضر ہے دل مرا — بوسہ پہ آرہی ہے مری جان بہای دل

چشم و نگاہ و ابرو و مژگان ہین سب بہم
کس کس کے ناز عشق مین عاشق اوٹھای دل

گو دیر کو حاضر ہیں بیچارہ وفا میں
انجام کو تا عمر وفا دیکھیے کیا ہو
ایسا نہو قاتل عمر اللہ زردہ ہو پھر جائے
کون زخم دل تشنہ ہنسا دیکھیے کیا ہو
کچھ سانس تنی تن میں باقی رہی قاتل
بسم اللہ آکے اور ہاتھ لگا دیکھیے کیا ہو
صحرا میں جو مجنون نے مجھے دیکھا تو کہا
وحشت میں وہ آگئے لگا دیکھیے کیا ہو
سچ کہتا ہی عاشق یہ کدہ اوس شوخ کا گھر
حوران بہشتی تمہیں کیا دیکھیے کیا ہو
ہجران میں مرا حال خدا دیکھیے کیا ہو
بیمار ہوں یاد مہو ہوا دیکھیے کیا ہو
ورت سے وہ آکے ملا دیکھیے کیا ہو
جان و دل و دین تھا مرا اوس سے فدا یا
افسوس ہوا اب میں جدا دیکھیے کیا ہو

گلہ کسکا کرون کسکی شکایت عشق میں ایل
نزاکت میں کیا ہی ضعف نے مجھکو کہ اوسکا سا
شامت ای ستمگر یاد کر روز جزا ورنہ

رہی ہونا ہی جو ہوتا ہی تحریر مقدر میں
مثال خار چبھتا ہی اگر ہو بال بستر میں
گریبان تیرا میرا ہاتھ ہوگا روز محشر میں

فلک کو کب یہ طرز جور آتا تھا مگر عاشق
کوئی معشوق ہوگا طیلسان چرخ اخضر میں

کون کہتا ہی نشان بی نشان ملتا نہین
آپکو کھوئے تو پائے یار کو بے اشتباہ
غور سے دیکھا سراپا انتخاب حسن کا
ڈھونڈھتا پھرتا ہی لیکر ماہ و خورشید شمع چرخ
کچھ دہن کا تو پتہ ملتا ہی ای شیرین کلام
مفت ہوتے ہو خفا مجکو قسم ہی عشق کی

عاشق صادق مگر دو جہان ملتا نہین
فائدہ کوئی بھی ای دل بی زبان ملتا نہین
مصحف رخ میں کوئی حرف دہان ملتا نہین
دوسرا ایسا کوئی جان جہان ملتا نہین
پر کمر کا کچھ نشان ای مو میان ملتا نہین
مین کسی سے تجھ سوا ای بدگمان ملتا نہین

ڈھونڈتا ہون یار کو غفلت سے اپنی جا بجا
چشم حق مین ہو تو عاشق وہ کہان ملتا نہین

ردیف واو

ناحق وہ ہوا مجھ سے خفا دیکھیے کیا ہو
سب خوش ہین چمن مین سمن و نرگس و سنبل
ابر و می و مطرب چمن و آب روان ہے
سودا ای سر زلف بتان اسکو ہوا ہے
دلمین تو یہی ڈر ہے کہ آسیب نہ پہونچے

غصے مین وہ اوٹھ پایا سے گیا دیکھیے کیا ہو
اوس گل کو ذرا ان میں ملا دیکھیے کیا ہو
وہ آئے تو پھر انکا مزا دیکھیے کیا ہو
شامت میں یہ دل مفت پھنسا دیکھیے کیا ہو
ناوک جو ترا دلمین لگا دیکھیے کیا ہو

۸ سم

وحشت کا بنیاد رس لہا دیجیے کیا ہو
صحرا کا ورق ہمنے پڑھا دیجیے کیا ہو

اس دل کو جلا سرمہ بنا دیجیے کیا ہو
اور خون کو لگا شل حنا دیجیے کیا ہو

شرمانے ہو کیا لاغری صید زبون سے
اسپر بھی ذرا ہاتھ لگا دیجیے کیا ہو

گھائل تھا دل خستہ مرا تیغ نظر سے
اب تیر مژہ اوسپہ لگا دیجیے کیا ہو

پابند سلاسل نکرو وحشی دل کو
زلفوں میں ہی آپ پھنسا دیجیے کیا ہو

کل وصل کا وعدہ کیا دلدار نے پر آج
ہین غم سے بچا یا نہ بچا دیجیے کیا ہو

گو لاکھ سو جھایا اوسے پر دل نے نمانا
اب کہتا ہے لو مین تو جلا دیجیے کیا ہو

گوا و ٹھہ نہیں سکتا ہی تری چشم سے بیمار
پر شربت دیدار پلا دیجیے کیا ہو

یہ ابر برستا ہے بہت زور سے پر آب
اس دیدۂ تر کو بھی رولا دیجیے کیا ہو

خود سرخ تھے لب اوسکے ہوا پان کا رنگ اور
ہان گل یہ نیا آج کھلا دیجیے کیا ہو

حوران بہشتی سی مین کہتا ہون یہ ہر آن
لے آئینہ شکل اپنی ذرا دیجیے کیا ہو

گر تم مین بھی ہی غمزہ و انداز و کرشمہ
پر یار کے آگے تمھین کیا دیجیے کیا ہو

آغاز محبت مین ترا حال ہے ابتر
آیندہ ترا حال دلا دیجیے کیا ہو

روتا ہی تڑپتا ہی پٹکتا ہے تو سر کو
اب حال زبون اس سے سوا کیجیے کیا ہو

کہتا ہے وہ غمخواری سے عاشق کا خدا یا
مدت سے نہین حال سنا دیجیے کیا ہو

مین ہون اب نرگس بیمار کا بیمار کہ تو
ہجر مین چشم بلا مین ہون گرفتار کہ تو

دیکھ خورشید فلک تو ہی ذرا انصاف
ہی صفائی مین سوا چہرۂ دلدار کہ تو

ناصحا تو مجھے کیون کرتا ہی دق بکبک کر
اوسکے غم مین یہ بتا مین ہون گرفتار کہ تو

اسیر زلف لیلی ہے خطا مانی تو کی یارو
سر زنجیر کو مجنون کی تم تصویر پر رکھدو

لگا کر ہاتھ آؤ گی مسیحا چرخ مین ناحق
علاج درد مند عشق کو تقدیر پر رکھدو

کرو تم جور جتنا ہو سکے ظلم و تعدی بھی
اگر شکوہ کرے کوئی تو چرخ پیر پر رکھدو

کمر نازک بہت ہی او میان بہر خدا جلدی
کمر سے کھولکر شمشیر کو نخچیر پر رکھدو

تم اپنی باد نخوت مین بہت او ڑتی پہرتی ہی پری رو
پر او سی بت کی قدم پر اب بلا تاخیر پر رکھدو

تم آو گر نہیں مقدم محتسب میخانہ حاضر ہے
عمامہ کی تم اپنی عزت و توقیر پر رکھدو

جنون و وحشت و صحرا نوردی مجھ سے کہتی ہیں
تم اپنے خانہ دل کی ہمین تعمیر پر رکھدو

دلا کس واسطی منت کش مخلوق ہوتے ہو
وصال و ہجر کو تقدیر کی تحریر پر رکھدو

ہماری خاک کا تودہ بنا کر لے کمان ابرو
تم اپنے مشق کے میدان مین و دو تیر پر رکھدو

جنون ہی قیس کو سودا ہوا ہی زلف لیلی کا
تو نالی صبح شغل اوسکا جنبش زنجیر پر رکھدو

یہان کچھ بھی نہین ہے بجز خارستان غم عاشق
تم اپنا ہے ہم گلگشت چمن کشمیر پر رکھدو

ردیف ہای ہوز

ہے سر بار گناہ ہماری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
نجات کس طرح ہو ہماری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ کی عبادت نہ کچھ ریاضت نہ کی کبھی یاد حق کو ہم
گئی گناہوں مین عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ترا ہی عفو و عطا ہے اب میرا قصور و خطا ہے ابسر
ہی عفو کی بس امیدواری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہین ہین افعال اپنے صالح نہین ہین اقوال اپنے صادق
خدا کری مغفرت ہماری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

تیری جو ہی بخشیات بخشش یہان بھی ہی بیحساب و بیحد
ہماری ای واہ تباہ کاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

کہو نمین کس سے گر و نمین کیا اب نہین ہے منھ کو دکھانیکی جا
ہی اپنی فعلون سے شرمساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

دیوان عاشق

اُن مانی نے نہ اوس سے مانی ہے
دل سے تصویر یار جب کھینچی
بوسے شامت تری بھی آئی ہے
زلف نے خال ہو بہو جو کہا
شادمانی ہے کہ گرانی ہے
یار بر میں ہے بادہ جام میں ہے
ناتوانی سے جان جاتی ہے
کچھ نہیں زور ناتوانی ہے

اثر نہ کوچہ کی خاک سے کلا
پڑی مسجد جو ابتدا ہی ہے
شیرین کیا مال ہے اثر ساقی ہے
شرم سے [illegible]
پیر مصر بستان میں [illegible]
کون ہمسر ہے کون ثانی ہے
کیا غم [illegible]
لے یار [illegible] کہانی ہے

ہماری چشم نے پیدا کیا ہی وہ طوفان
خوشا نصیب کہ کل شب کیا جو شوق وصال
نچھوڑ یہ سحر میں زندہ بتو خدا کے لیے
یہ دل ہی دشمن جان عشق میں ہوا ہی جان
ہماری چشم نے چھائی یکائی دریا کی
ہیں تشنہ کام تمنای قتل ہوں قاتل

کہ چرخ بہتا ہے اوس میں حباب کے بدلے
برائے لطف خود آئے جواب کے بدلے
عذاب ہوگا یہ اولٹا ثواب کے بدلے
خراب ہوں اسی خانہ خراب کے بدلے
پھپھولے نکلے ہیں دیکھو حباب کی بدلے
مجھے ہے آب دم تیغ آب کے بدلے

کسی سے کہا کیا عاشق کی کیا خطا دیکھی
جو اوس سے آج ہیں تیور جناب کے بدلے

جو ہیبت اپنی دل میں نے بیان کی
لگی رہتی یاں آمد خزاں کی
نکل جاتا ہے بر سے دم بدم دل
علامت سوختہ کوکب کو اپنی رخ
خدائی ہیں صنم کھسانہ دیکھا
ذرا خوف خدا بھی رکھ کہن سال
بہت دیکھا کوئی تجھسا نہ پایا
کہا کیا ہی ہنستہ جو منہ کاٹتے ہو
یہاں دنیا کی واں روز جزا کی
پھر وستے پر اسی کے باندھی تلوار
پیا عاشق نے جب سے جام الفت

کہا لے بیٹھے پھر تم یہ کہاں کی
عجیب آب وہوا ہی گلستان کی
لگی اوسنے ہی ایسی کون جاں کی
خبر ہے نالہ آتش فشان کی
جہان کی سیر اے شاہ بتان کی
نہ لے تو ماں آہ اک نوجوان کی
بہت سی خاک چھانی سب جہان کی
نہت ہیں سے دہن کی کب بیان کی
لگی ہے ساتھ دہشت این وآن کی
کمر تو غور سے دیکھو میان کی
خبر اوسکو یہاں کی ہے نہ واں کی

[illegible]

کیون کہین جاؤن بھلا تصویر یار — جب تصور سی بنائی دیکھ لی

ناصح آب نصیحت سے بھلا — دل کی آتش بس بجھائی دیکھ لی

ہم نہ کہتے تھی کہ چپتون ہے غضب — اب تو آنکھ اوسنے لگائی دیکھ لی

خواب آنکھون کو ہوا خواب و خیال — تیری تاثیر اے جدائی دیکھ لی

خون دل سے کچھ زیادہ تر نہین — کیون حنا تونے لگائی دیکھ لی

وہ مکدر ہی رہا تجھ سے سدا — بس دلا تیری صفائی دیکھ لی

کوئی اوس بت سا نہین نام خدا — اے خدا تیری خدائی دیکھ لی

اوسکے آتے آتے تو جاتی رہی — عمر تیری بیوفائی دیکھ لی

یار سے سیکھی مگر تونے یہ چال — مرگ تیری کج ادائی دیکھ لی

ہم یہ کہتے تھے کہ کیا ہے ہجر یار — اوسکی ہم زور آزمائی دیکھ لی

بیخودی جور و ستم رنج و تعب — بیقراری مبتلائی دیکھ لی

جان و دل ایمان و ہوش و عقل کی — کج ادائی بیوفائی دیکھ لی

اب یہی ہے آرزو اور التجا — ان سبھون کی آشنائی دیکھ لی

تو ہو نا اب جدا بہر خدا — دیکھ لی تیری جدائی دیکھ لی

اشک نے دھویا نہ اوس دل کا غبار — اوسکی تاثیر صفائی دیکھ لی

تو نے بھی تاثیر کچھ مطلق نہ کی — آہ تیری بھی رسائی دیکھ لی

زاہد اب بس بڑھ کے مت کیجے کلام — آپ کی کل پارسائی دیکھ لی

میکدہ مین کتنے نہین بیخود پڑے — چپ رہو دلق ریائی دیکھ لی

صبر عاشق بس سکندر پر پڑی — اوسنے اپنی خود نمائی دیکھ لی

گئے عارض پہ تری سبزہ خط سے مجھکو
زہر کا گھونٹ پلایا ہی کہ جی جانے ہے
زلف شبگوں نے مجھے پیچ میں لا کر یارو
جال میں ایسا پھنسایا ہی کہ جی جانے ہے
عشق جانان نے غم و درد کو ایسا یارو
دل کی بستی میں بسایا ہی کہ جی جانے ہے
چشم بیمار نے اوسکی مجھے کون گیا ہی
فلک مجھکو دکھایا ہی کہ جی جانے ہے
ترے قد موزوں نے صدا کرکے خدایا ایسا
خاک میں مجھکو ملایا ہے کہ جی جانے ہے
مصحف رخ نے ترے مجھکو بھلا کر قرآن
درس عشق ایسا سکھایا ہی کہ جی جانے ہے
فکر باریک کمر سے ترے عاشق کو دی
معنی ایسا بتایا ہے کہ جی جانے ہے
سر ارشتہ عشق بت عیار نے
یارب یہ درسے کفر کا زنار ہو گئی

ترے لب کو کوئی عناب یا لعل و شکر سمجھے	مگر ہم اے مسیحا دم اوسی آب بقا سمجھے

کوئی مجھے نہ سمجھے ہے یہ مضمون بال سے نازک
کمر کو اوسکی ہم عاشق مگر راہ فنا سمجھے

کون مرتا نہیں ترے غم سے	اچھی تاثیر غم کو ہے ہم سے
تو چلا وم چلا ترے ہمراہ	اپنا دم ہے فقط تیری دم سے
کون دیر و حرم کو جاے صنم	کسکو فرصت ہے یاں تیری غم سے
صحبت گل کی آرزو بلبل	منھ تو دھوا اپنا آب شبنم سے
تیر تقدیر جب چلا تو کہاں	پھر وہ رکتا ہی خود و پرچم سے
دل کے جانے سے رہ گئی تھی بات	آبرو ڈھونڈی چشم پرنم سے

گو کہ ویران ہے کلبۂ عاشق
باغ رضوان ہو تیرے مقدم سے

وان سان نگہ پڑی جو شمشیر کے بدلے	حاضر ہے یہاں دل جو انجیر کے بدلے
اغیار سے صحبت ہی رقیبوں آئی کلفت	اطوار ہیں کیا اوس بت بے پیر کے بدلے
تدبیر کریں لاکھ ملاقات کی لیکن	تدبیر نہیں چلتی ہی تقدیر کے بدلے
ہم خاک نشیں قدر سمجھتے ہیں مہوس	دیں خاک در یار نہ اکسیر کے بدلے

عاشق کی گرفتاری کو ورکا ہے کافر
بس زلف گرہ گیر ہے زنجیر کے بدلے

چرخ نی غم یہ کھلایا ہے کہ جی جانے ہی	اور خون دل کا پلایا ہی کہ جی جانی ہے
چشم گریاں نے مری ابر میں وکر یارو	ابر کو ایسا رولایا ہی کہ جی جانے ہی

دیوان عاشق

غیرون سے یہان جاتی ہو ہر روز کبھی تو
ہے خون ہی گر کر سخت جگر گل ہاین گل عشق
سر گوشی کی عزت تو ملی لعل و گہر کو
بولا وہ مجھے گریہ کنان دیکھکے ہنس کر
کل خواب مین آیا تھا کہان آج طلب پر

بھولے سے بھلا آؤ تم اے جان ہمارے
اے مست تو آ دیکھہ یہ سامان ہمارے
سینہ جو چھیدا او نکا ہوئے کان ہمارے
منھ دیکھے ہین ایسے بھی خواہان ہمارے
کیا بھول گئے رات کے احسان ہمارے

کیا سخت وہ بیگانگی عاشق سے کرے ہے
کہتا ہے کہ ہو جان نہ پہچان ہمارے

بوسہ کا مین سوال کرون کیونکہ یار سے
اظہار عشق ہوتا نہ ہرگز یہ کیا کرون
کچھہ مجکو رغبت ہی گلگون نہین مگر
یہ خار عشق باغ جہان سے ہی خوبتر
گل چاہتا ہے مثل رخ یار رنگ و بو
ہجران مین یاد خال سے ہمکو ملا شکیب
سے چاہے رحم حال دل خستہ اے صنم
کیونکر بچا ہے سنگ کو وہ چھوڑ تا نمان

ڈرتا ہون مثل یار کے مین تیغ لف یار سے
ناچار ہون مین چشم نم اشکبار سے
الفت ہے مجکو گلبدن پر خمار سے
لینے ملا ہے ہمکو یہ اک گلعذار سے
حق ہے یہ مانگتا ہے وہ بہت جبار سے
زخم و دل و جگر بھری مشک تتار سے
جور و ستم تو گذرا قطار و شمار سے
الفت ہے لیلی و حشت بنوت کو خار سے

انکار بوسہ عادت خوبان ہے دل پسند
عاشق تو کیون خفا ہی عبث اپنے یار سے

منع جو کرتا ہی واعظا ہی بھلا تو کون ہے
چھیڑ مست کا کل کو اوسکی پھری آگے نہ ہار

خاک مین ملنے سی اوسکے مین ملا تو کون ہے
چل ہوا ہو یا لئیے ای باد صبا تو کون ہے

مشتاق دیکھو مرا اثر شرم سے کیا
اور دل بھی اور ادھر اب سکے پہنچا ہے بخار
ایمان و دین گیا مرا برباد سا خدا
اوس کافر ستمگر سے پیہم سے کہ پڑے
بلکہ فرق ہی ہین یہ جہان مین عید مرا
بیجان ہین اوس کی تصویر سے کہ پڑے
تو لگی یہ سم تو کوئی آگ رہین جل مرون
ای شمع فقط اسی کلگیر سے کٹ پڑے
جان سی اپنے [illegible] نہین مال و زر
مر جان دیکھیا یار کی تصویر سے کہ پڑے
ہین دو دون سے زلف کی زنجیر سے کہ پڑے
اوس سے جو بوسہ مانگا [illegible]
لاکھون عاشق دلگیر سے کہ پڑے
کسی آفت مین مری جان [illegible]

دیکھہ لو تمکو کتنے غم دکھلاؤگی تم دلربا
غم پہ غم اندوہ پر اندوہ کھاؤن تو سہی

چرخ مین لاجتنا لایا جائی اب تیرا ہی دور
ہم بھی اپنی دور مین کھینچین گردون تو سہی

میر امن سو پیچ مین لاکر چورایا آفت ری جور
چھین لون سنبل کا لا زلف شکنون تو سہی

جور کرے اب وہ پڑتا تیر سی ای عشق کی
چند مدت مین ہو وہ میرا فتون تو سہی

کاوکاو غم سی دل شیرین کا کھودون یان تلک
اس جہان سے کوہکن کا نام کھودون تو سہی

پند ناصح تو جو کرتا ہی تو تیری ضد پہ مین
عشق مین دین و دل و جان سب اپنے کھودون تو سہی

آشیان پھونکتا تو ہی بلبل کا تونی باغبان
تیر آخر مین برق آہ دل سی پھونکون تو سہی

عشق مین شیرین کے کیا فرہاد نے بڑھکر کیا
مین بھی اپنا معجزہ تجکو دکھادون تو سہی

وہ تو تیری سی جو سے شیر لایا اور مین
دل سی سنگین دل کے جوئی اشک لاؤن تو سہی

شرط ہے تجھ سے بت دل شاد جو تو دیکھکر
عاشق غمگین کی حالت ہو نہ محزون تو سہی

تو کیون آنسو بھر لائے تیری بلا سی
کوئی غم سے مرجائے تیری بلا سے

تو کیون بیٹھے مغموم بزم طرب مین
کوئی غم پہ غم کھائے تیری بلا سے

تو کیون بزم سی اوٹھکے اوسکو جگہ دے
کوئی آئے یا جائے تیری بلا سے

حیا تجکو کیا وہ ملے یا نہین پر
تو مت اوسکو بہکائے تیری بلا سے

مجھے خبط ہے گر تو بہتر ہے ناصح
تو مت عقل سکھلائے تیری بلا سے

مرے یا جیے کوئی ای رشک عیسی
تو مت شکل دکھلائے تیری بلا سے

تو بیٹھہ اپنے گھر مین تجھی کیا جو عاشق
جدائی مین مرجائے تیری بلا سے

اپنے مرنے کی خبر اوسکو سنانا چاہیے
چونکہ فیض ہجر سے اوس یار کے میری نصیب
سلسلہ جنبان ہی وحشت ہمانی گو گر
چونکہ اشک و آہ و نالہ درد و غم داغ و الم
ابر و باد و گلستان سب ہین ای دلبر مگر
اوس سے اپنا حال دل کہیے جو وہ تنہا ملے

اس بہانے سے اوسی گھر مین بلانا چاہیے
غم ہوا ہی اسلیے اس غم کو کھانا چاہیے
یار کا باعث ہے اسکا حکم مانا چاہیے
عشق سے ملتے ہین لو اب دل لگانا چاہیے
لب سے لب سینہ سے سینہ اب ملانا چاہیے
پر کہین قسمت سے ایسا وقت پانا چاہیے

سب کے گھر پھرتے ہو روز و شب خوشی سے دلربا
عاشق بیدل کے گھر مین بھی تو آنا چاہیے

ادھر تو آؤ بھلا تم ذرا سنو تو سہی
ڈبو یا ارض سے لے تا سما سنو تو سہی
نہ مانو مانو تمھین اختیار ہے صاحب
ہماری قتل مین کیا خوف ہے تمھین قاتل
ابھی تو آئے تھے کسنے کہا کہو کیا ہے
لگا یا دل کہ لگا یا عذاب جان کے ساتھ

یہ دل ہے تم پہ فدا دلربا سنو تو سہی
ہمارے اشک کا کچھ ماجرا سنو تو سہی
مگر یہ دل کی مری التجا سنو تو سہی
نہین ہے خون کا مری خونبہا سنو تو سہی
خفا ہو جاتے ہو کیون کیا سنا سنو تو سہی
یہ دل لگی کا مزا دل لگا سنو تو سہی

شب فراق کا حال خراب عاشق زار
یہ زلف کہتی ہے کچھ ماجرا سنو تو سہی

دل برشتہ غم مین دھوان نہین باقی
چمن مین کوئی بھی گل ای خزان نہین باقی
ہماری درد کا ای دل بیان نہین باقی

بڑھا یہ سوز زبان مین فغان نہین باقی
بہار و عیش کا سامان یہان نہین باقی
ہماری حق مین لو کار زبان نہین باقی

۴۷

دیوان بیان عاشق

تصور رخ زیبا بھی دل کے ساتھ گیا
تری نگہ سے مکین و مکان نہین باقی
تمھارے ہجر کے صدمون کی تاب اب دل
عدو گواہ ہے اب ای بتان نہین باقی
رسائل غم و اندوہ تحریر مین ہین
ہمار عشق مین اب امتحان نہین باقی
ترا خیال جو در ذات میری دل مین
تو اب مین غم کی جا بدگمان نہین باقی

کلام

امید خندۂ دل غنچہ سان نہین باقی
کوئی بھی جام سے سب ای خزان نہین باقی
اگرچہ باغ جہان مین گل تر و تازہ

کیون زیر تیغ تڑپے ہی دل کیا ہوا تجھے
یعنہ کو تیری دیکھہ نگاہ دیکھیے
عجیب ہے کہتا ہی سینہ کے داغ دیکھہ
انداز دیکھیے وہ رفتار دیکھیے
مرہ کو دیکھیے وہ رخسار دیکھیے
دیکھے تو چہرۂ دلدار دیکھیے
موسی نہ جلکے طور پہ دیدار دیکھیے

ٹوٹے گی آج یار کی تلوار دیکھیے
وہ بد گمان یہ کہتا ہی میرے گمان سے
کھوسے نہ کوئی روزن دیوار دیکھیے
آنکھون مین رات کٹتی ہے اوس ناتوان کی اب
کیونکر نہ کچھ کا چشم کا بیمار دیکھیے
کرنے ہی غم پہ نقد دل و دین کیا نثار
ہم بیخبر ہین عشق مین ہشیار دیکھیے
ہم منتظر ہین طالع خوابیدہ اپنے کب
بیدار ہونگے دولت بیدار دیکھیے

بو جو خون مین شراب کی سی ہے	کشتہ چشم مست ہون یارو
بو یہ آتی کباب کی سی ہے	دل جلا ہے جو آہ گرم کے ساتھہ
ساری دنیا حباب کی سی ہے	بحر قدرت مین ای دل نادان
کیا حنا خون ناب کی سی ہے	دست بستہ ہی عرض تجھسے نگار
بات کچھہ یہ حجاب کی سی ہے	وصل ہو چار چشم ہوتے ہی

عکس گلرو سے کیا کہون عاشق
مے مین خوشبو گلاب کی سی ہے

کہ وہ ہی عین آہو اور یہ ہی ناک آہو سے	تری چشم سیہ بہتر ہی کافر چشم آہو سے
کہ سحر سامری نکلا ہی کافر چشم جادو سے	کوئی کیونکر بچا ہی دل تمھاری چشم دلجو سے
جلایا لب سی گر اوسنے تو مارا تیغ ابرو سے	خدا نے معجزے بخشے ہین کیسے اوس بتا کو
دماغ اپنا پریشان کیون نہو لب بوی خوشبو سے	شمیم زلف عنبر بار جانان مین نے سونگھی ہی
جو میرے پیر ٹھکتے ہین تو مین جلتا ہون زانو سے	یہانتک شوق ہی مجھہ ناتوان کو کوی جانان کا
نہ افلاطون سے کچھ ہوا اور نہو فکر ارسطو سے	علاج درد دل تدبیر وصل یار ہے لیکن
تری صحبت بر آری کیونکہ ہوگی شوخ بدخو سے	دلا مضطر ہی تو ہر وقت نالان ہی مجھے ڈر ہی
بجز میرے لپٹ سکتا ہی کون اس تیغ ابرو سے	دکھاتے ہین سب جانباز تیری ای ستم پیشہ

نہ یار آیا نہ دل ہی مانتا ہی تنگ ہون عاشق
یہ جی مین ہے کہ پھینکون چیر کر اس دل کو پہلو سے

جو کچھہ دکھائی عشق وہ ناچار دیکھیے	جور و جفا و ظلم دل زار دیکھیے
رخسار یار یا بر وے خمدار دیکھیے	دلمین ہے ماہ دیکھیے تلوار دیکھیے

[illegible]

ولہ

کیا شراب انتظار ہے ساقی
سامنے ہے عاشق بیتاب اور فصل بہار
ترس کھا آ یا تار ہے ساقی
تار ٹوٹے تو اب کریں آنکھوں میں
دیدہ سمایا ہو کار ہے ساقی
بادہ مطرب بہار آب رواں
میرا عوض گلعذار ہے ساقی
سبزہ کشتی کو صحرا دریا گلشن

مشتاق کو پاس اپنے جفا کار بلا لے
اچھا جو ستا تا ہی دلا اور ستا لے
اول ہی یہ اوڑتا تھا مگر تیر نگہ سے
بدلی نگہ ناز کے لی جان مگر اب
دن رات دلا زلف کی ہے یاد سر اسر
اس چرخ نے چکر میں پھنسا رکھا ہی شب و روز
تھا رغم فرقت سے چھپا لے گل جہنا
اک بار نگر قتل لگا زخم پیا پے
عشق بت کا فر میں ایمان گنگیا ذکر

ظالم غم فرقت سے ادسے اتنو چھوڑا لے
دیکھے گا مزا جبکہ پڑا غیر کے پالے
اس دل نے مری اور پیر و بال نکالے
بوسہ کے عوض باقی ہی دل اسکو لگا لے
شامت ہی تری تو نے یہ کیوں لگالی ہیں پالے
اے آہ سحر اسکی خبر تو ہی ذرا لے
تو آئے تو دل سے مری یہ غبار نکالے
جون جون ترا دل مجروح مرا ہوش سنبھالے
ہمکو یہ ذرا پڑ گئے ہیں جان کے لالے

دل سوزنے داغ غم دلدوز گل اندام
عاشق تو اوسے شوق سے چھپائی ہوا لگا

فصل خوش بہار ہے ساقی
میر امشفق ہے یار ہے ساقی
جام میں میرے کیوں نہو مے لعل
اب آتی ہے چشم میں اس سے
فصل گل جب نمودہ ہوتی ہے
مست آنکھوں سے مست کرتا ہے
کچھ صبوحی دے پھر سے پھر خدا
جم گیا دور اب بہار اسے

موسم خوشگوار ہے ساقی
فصل ابر و ردگار ہے ساقی
مونس و غمگسار ہے ساقی
بادہ کیا آبدار ہے ساقی
کیا سمایا ر یار ہے ساقی
مست ہے ہوشیار ہے ساقی
گل کا باقی خمار ہے ساقی
جام سے اپنا کار ہے ساقی

وصال یار و شغل مہ تابان غنیمت ہے
غنیمت ہی غنیمت ہی غنیمت ہان غنیمت ہے

کرم سے گر کیا مجھکو طلب اے جان غنیمت ہے
گدا پر اگر ہی لطف و کرم سلطان غنیمت ہے

نہیں گر وصل جانان تو ہمین ہجران غنیمت ہے
نہیں خود تو جو گلمین پھر ہزاران غنیمت ہے

تسلی جسطرح ہو اے دل نادان غنیمت ہے
نہیں گر وہ تو اوسکی تیر کا پیکان غنیمت ہے

وصال یار جبتک ہو دل نادان غنیمت ہے
جہان مین فرصت دیدار محبوبان غنیمت ہے

نہیں گر مرہم زنگار خط سبز قسمت مین
تو میری چاک دلکو سوزن مژگان غنیمت ہے

لگا تیر نگہ کافر کہ ہو سوراخ سینہ مین
دل نادیدہ کی حق مین یہ رشتہ جان غنیمت ہے

قیامت تک پھر آیا بھی نہین عہد وصت کافی
مجھے اب پای وحشت حشر کا میدان غنیمت ہے

مرادل لیکے کرتے ہو جو رخصت کچھ نشانی دو
عوض میرے اس دل پر خون کے برگ پان غنیمت ہے

خدا کیواسطے روشن کرو کاشانہ مقدم سے
مری ماہ درخشان یہ شب رخشان غنیمت ہے

مجھے تو سر کوی یار ہی پیش نظر ہر دم
مجھے البتہ زاہد روضہ رضوان غنیمت ہے

یہانتک ضعف سے طاقت تو کی ہی ہجر مین پیدا
کہ تیرے ناتوان کی جنبش مژگان غنیمت ہے

اسیر زلف ہو کر مصحف رخ پر خط لکھنا
طریق عشق مین ہان اسقدر ایمان غنیمت ہے

اوٹھاتی ہین تری کوچہ سے دنیا سے اوٹھا طعام
بجای نقل جانان انتقال جان غنیمت ہے

غذا ہے لخت دل ہو اور شراب خون دل آلود
بسر کرنیکو ہجران مین یہی سامان غنیمت ہے

نہین ہجیا سر شک تربت فرقت مین اے پیارے
کہ نخل آہ سوزان کو یہی باران غنیمت ہے

شب مہتاب مین عاشق عبث ہی جام کی خواہش
کہ چرخ گرسنہ سے ایک قرص نان غنیمت ہے

نہ اشتغال خوش عشق بتان کیجی تو کیا کیجی
جہان مین آنکر اہل جہان کیجیے تو کیا کیجیے

عاشق ہی گھتا ہے خدا کے لیے اے بت
ابرو کی لگا تو اوسے تلوار دو دستی

ہم بھی بیٹھے ہین وطن چھوڑے ہوئے
گر گئے کل چھوڑا اسے ہمکو تو ہوئی
سخت پر بیٹھے ہین شا کر ہم دلا
زلف مین موتی نہین بالے کا یہ
اب بھی لرزان خور ہے گو مدت ہوئی
تو نہین جاتا ہے بر سے بلکہ آہ
آرزوئین اوٹھ گئین سب ایک بار
آنگا اگ ہاتھہ جاتا ہے کہان
اوٹھ ادھر آلے کہ بس بیٹھے ہین ہم
منہ ہے کیا سوسن کا خود بیٹھی ہے وہ

عشق مین آرام تن چھوڑی ہوئے
ایک مدت یہ چمن چھوڑے ہوئے
شکوۂ چرخ کہن چھوڑے ہوئے
اژدہا بیٹھا ہے من چھوڑی ہوئے
نیر آہ صف شکن چھوڑے ہوئے
روح جاتی ہے بدن چھوڑی ہوگے
جیسے بیٹھے تو دمن چھوڑے ہوئے
نیم بسمل تیغ زن چھوڑی ہوئے
جان و دل ایجان من چھوڑی ہوئے
گفتگو غنچہ دہن چھوڑے ہوئے

مرگ آبھر خدا جاتی سے ہے کیون
عاشق خونین کفن چھوڑے ہوئے

کب قید تمنا سے وہ آزاد کرینگے
ہم پر جو وہ بیداد پہ بیداد کرینگے
ہے پیر مغ ورندی و مستی ہی طریقت
ہے بعین خطا چشم کو کہنا کہ ہی آہو
کیا ہمسے کیا غیر سے کیا آپ کرینگے

کب زیب کمر خنجر فولاد کرینگے
ہم اونکی نہ بیداد سے فریاد کرینگے
کیا حضرت واعظ ہمین ارشاد کرینگے
غالب مرے اس قول پہ سب صاد کرینگے
کیا ہمکو کیا خوش جو اوسے شاد کرینگے

قدرت کا اوسکی کیا کہین حصر کیا حساب ہے
یہ وسیع جسم ہین ایک شکل حباب ہے
زاہد یہ کیا شمار عذاب و ثواب ہے
[illegible]
کیون سوز شب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جملہ اشیاء جہان جب ہین فنا کیواسطے
خواہ عشرت خواہ عسرت جب ہین دونون ایکسے
صبر کر ای دل بقید جسم جاے چند روز
خاک ہو جا ای دل نادان ہوای یار مین
گرمی بازار دنیا سے جو گھبرایا یہ دل
بوی گل شاید اوسی کے ساتھ آئی اسلیے

بھول مت یاد خدا ای دل خدا کیواسطے
تو زبان کو کھول پس لفظ بجا کیواسطے
اضطراری ہی فقط ماوشما کیواسطے
ہے یہی ذریعہ حصول مدعا کیواسطے
کھل گیا سب عالم بالا ہوا کیواسطے
اوڑ رہا ہی دل مرا باد صبا کیواسطے

غیر تو کوئی نہین پھر کیا ہے یہ ماو منی
ترک کر عاشق اسی دل کی صفا کیواسطے

عاشق ہین ہم بہار گل گلعذار کے
سنبل بجای سبزہ ہی اون کی قبور پر
اُف ری بلا یہ زلف چھپاؤ بغل مین لاکھ
خامی سے گر جنون تو گریبان صبر چاک
گو تن سے سر جدا ہوا لیکن براہ شوق
گو داغ اونکے جسم پہ ہین پر کہان یہ سوز
سہلاتا ہی پنجہ مژگان سے ہے مگر
وعدہ قسم کے ساتھ ہی اب آج کیا ضرور
مانگا جب اوسنے یار تو دینا پڑا اگر

محتاج کب ہین گلشن و باغ و بہار کے
آشفتہ تھے جو کاکل پیچان یار کے
لیتی ہی چھین دل کو یہ سو پیچ مار کے
دینے پڑینگے دام مگر تار تار کے
طالب ہین ہم ابھی تری اک اور وار کے
طاؤس کب ہین مثل دل داغدار کے
اندیشے ہین یہ سرزنش خار خار کے
قائل ہین ہم تو آپ کے قول و قرار کے
پتھر یہ ہمنے سینہ پہ رکھا ہے ہار کے

عاشق جو دم بخود ہو نظر ہے بسوے در
آتے نظر ہین طور یہ کچھ انتظار کے

ساغر بھی [illegible] چشم [illegible]
اے دل تمانا [illegible] واہم زلف مین
اب آپ کا [illegible]
گو شیخ [illegible] عذاب ہے
ایسے سبب [illegible]
سنتو بسبب [illegible] دل خانہ خراب ہے
کچھ [illegible]

عاشق تمہارے دیدۂ تر سے ہو منفعل
اوڑتا ہر رنگ کا غذ بادی سحاب سے
وہ ان اوسکی طبع اپنی وفا سے بگڑ گئی
یاں اپنی حالت اوسکی جفا سے بگڑ گئی
کھاتی تھی [illegible] آپ پیچ و تاب
زلف دوتا جو آج صبا سے بگڑ گئی
گو وصل [illegible] امداد کی
بات اپنی [illegible] جفا سے بگڑ گئی
صحبت [illegible] خدا سے بگڑ گئی
کیا تو [illegible] دعاے وصل
معقول ایک بھی نہین ہوتی [illegible] بگڑ گئی
کیا اندنون اثر کی دعا سے بگڑ گئی
آخر کو رنگ لایا ہمارا ابھی خون دل
وہ طبع یار آج حنا سے بگڑ گئی
آئی جو موت کی جاتی رہی لذت فراق
عاشق کی یہ آج تفضل سے بگڑ گئی
تمام شد غزلیات

عجب کی تم نے غواصی سپے دُر
طبیعت مین یہ آیا غور کیجے
کہا اوسنے بصد انداز صد پند
کرو تاریخ عاشق تم یہ مسطور
پڑھو مصرع یہ بہر سال ہجرت

شفیق و مہربان یعنی بہادر
کہا ہاتف سے ہان کچھ حکم دیجے
مین واقف ہون نہین ہو آہین تم بند
کرو فاخر کی تم دل سے اب دور
کہ سے بیشک یہ گلزار طریقت

ولہ تاریخ مثنوی بہار عشق

سیدا مرے گوشۂ جگر نے
عاشق کو جو فکر سال آیا
ہر ایک کہے گا اسکو سن کر

تصنیف جو کی یہ مثنوی واہ
ہاتف سے کہا یہ حسب دلخواہ
کیا خوب کہی یہ مثنوی واہ

ولہ تاریخ تولد نبیرۂ نیک اختر مصنف نام پنڈت تیج کشن

نعمت عظمیٰ ملی ہمکو خدا کے فضل سے
کام جان شیرین کرو خویش و اقارب ملکے سب
خوش رہیں فضل الٰہی سے سدا دنیا مین وہ
رحمت دنیا ملی اوسے یگانون کو سدا
حرف دل لیکے ہر مصرع سے عاشق کر شمار

یک بیک آواز دی فرحت نے اگر شاد باش
اختر تابان ہوا روشن ہے اگر شاد باش
تم بھی ای دل یہ کہو ای نیک اختر شاد باش
وصل سے اوسکے کہین خوش ہو کے دلبر شاد باش
سال تولید پسر مدلا زبان پیر شاد باش

ولہ تاریخ وفات لالہ کالکا پرشاد موحد تخلص ملازم مطبع منشی نولکشور صاحب

ولہ ایضاً

یہ چونکہ قصہ ہی طرز قصص میں نو ایجاد ۔ بنیگا سبقت ہندی جو نو کرد ایجاد

ولہ ایضاً

۱۲۸۳
۵۶
۱۹۳۹

کیا تمام رتن ناتھ جی نے یہ قصہ ۔ بحسن سعی وزبان خوش و بطرز خوب
کہا یہ دل نے کہ عاشق کے حسن ہجر ۔ طریق تحریر لو سمین ہو نیک خوش اسلوب
کہا یہ ہاتف غیبی سے نہ ہو یہ گلدستہ ۔ تو بے قدم کر و سیر فسانہ مرغوب

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنة کہ دیوان متانت عنوان موسوم بہ دیوان عاشق
مصنفہ شاعر عدیم المثال فصیح زبان محاورہ دان پنڈت کنھیالال صاحب
بمطبع منشی نولکشور صاحب واقع شہر کانپور بار چہارم بماہ جون ۱۸۸۶ع
طبع ہوکر مطبوع خلائق ہوا

قطعہ تاریخ طبع سابق مطبوع ہر طبع ریختہ منامہ شاعر سحر مقال
منشی رتن ناتھ لال سرشار صاحب ایڈیٹر مطبع نامدار

کلام نغز عاشق طبع گردید ۔ ہمہ پُر در چون مکتوب عاشق
نوشتہ مصرعہ تاریخ سرشار ۔ بطبع آمد کلام خوب عاشق
۱۲۹۰ھ